اردو ادب اور آزادی کے تقاضے (ایک مختصر جائزہ)

ڈاکٹر عابدہ بتول

Dr. Abida Batool

Associate Professor, Department of Urdu,
FCC University, Lahore.

Abstract:

Literature is one of the basic elements of human life. It has been very influential on the living standards, political, socio political, economic and religion values of mankind. This article, presents an analytical view on the role of Urdu literature in freedom movement and its influences on the freedom movement of Pakistan. It also urges to its readers to think seriously on the requirements to sustain freedom.

کسی بھی ادب کے تمام موضوعات کا تعلق انسانی زندگی اور انسان سے ہے۔کوئی بھی حادثہ محض اتفاقاً وجود میں نہیں آ جاتا۔زندگی میں درپیش سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی حالات سے اس کا گہرا تعلق ہوتا ہے۔انسانی سماج جب بدلتا ہے تو اسے درپیش مسائل ہی زیرِ بحث آتے ہیں۔ ہر دور میں مسائل بدلتے ہیں اور ان میں جدت آتی ہے۔اسی لیے کسی سماج کا تجزیہ کرنے کے لیے تاریخی طور پر اس کی سماجی حالت کے درجات کو متعین کرنا ضروری ہوتا ہے۔کسی بھی شخص کی فکری پستی یا بلندی اس کے اردگرد ماحول کے ذریعے سے ہی متعین ہو سکتی ہے۔

آزادی کے لیے لڑی جانے والی تمام جنگیں بالواسطہ یا بلاواسطہ ادب کا حصہ ضرور رہی ہیں۔ ہمارا اردو ادب بھی آزادی کی جنگوں کے ردِعمل میں بہت سی اصناف میں اس موضوع سے بھرپور ہے۔کلاسیکی ادب کی بات کریں یا جدید ادب کی ہر دور میں اس موضوع کو اردو ادب میں جگہ دی گئی ہے۔اگر ہم غور کریں تو اجتماعی طور پر پورے ہندوستانی سماج میں کا مسئلہ رہا ہے۔کبھی غیر ملکی قابض لوگوں سے آزادی حاصل کرنے کے لیے ہندو، مسلم مشترکہ جدوجہد سے آزادی حاصل کرنے والوں کے لیے نئی تدابیر کے متنوع پہلوؤں اور پھر بعد ازاں مسلمانوں کے انگریز اور ہندوؤں دونوں سے آزادی حاصل کرنے کا مسئلہ اردو ادب کے موضوعات کا اہم ترین مسئلہ رہا ہے۔علاوہ ازیں ہندوستانی سماج کے اندر ذات پات کی تقسیم برسرِاقتدار لوگوں کے ذرائع پیداوار اور ذرائع ابلاغ پر قبضہ اور محکوم و جمہور اور مظلوم

لوگوں کے حقوقِ انسانی کے حصول کا مسئلہ اردو ادب کے موضوعات میں خصوصیت سے زیرِ بحث رہا ہے۔

اردو ادب میں شعر اور نثر کے ذریعے آزادی کی راہ میں حائل قوتوں کے خلاف جدوجہد کی گئی اس میں بہت سے شاعروں اور ادیبوں نے اپنا کردار نہایت ذمہ داری سے ادا کیا۔

غدر سے پہلے اردو ادب محض امرا کی سرپرستی میں لکھا جاتا تھا۔ شاعر اور ادیب حکمرانوں کو خوش کرنے کے لیے زیادہ تر ادب تخلیق کیا کرتے تھے۔ مگر جب انگریز وارد ہوئے اور آہستہ آہستہ حاکم بننے لگے تو ظلم و جبر کی لہر اٹھنے لگی جس کے ردِ عمل میں بغاوت نے سر اٹھایا اور ہر طرف قومی جذبے کی آگ بھڑک اٹھی۔ تضادات اور انتشار پورے سماج میں پھیلتا گیا۔ دہلی اجڑی اور لکھنوی تہذیب کو کچلا گیا۔ اس ساری صورتِ حال سے اردو ادب کیسے بچ سکتا تھا۔ افسردگی اور بے بسی کی علامت بننے والوں کا دکھ اردو ادب کا حصہ بنتا گیا۔ تاریخ کے عمیق مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ بغاوت جب زیادہ بڑھی تو جابر حکمران نے اس دور کے ادیبوں اور شاعروں کو بھی گرفتار کر کے جیلوں میں ڈالا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ کے بعد جو ادب تخلیق ہوا اس میں آزادی کی قدروں سے روشناس کرانے والے ادب شناسوں کے ادب کے جو اثرات سماج پر اثر انداز ہوئے ان سب کا تذکرہ اردو ادب میں موجود ہے۔

غالب کی شاعری اور خطوط میں اس دور کی بغاوت نمایاں نظر آتی ہے۔ ان کی تحریروں سے اس دور کی تاریخ آسانی سے سمجھی جا سکتی ہے کہ کس طرح ان کے خطوط میں ہر لمحہ بدلتی صورتِ حال کا بیان ملتا ہے۔ مثلاً:

روز اس شہر میں اک حکم نیا ہوتا ہے
کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کیا ہوتا ہے

اس طرح کی بے شمار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں جو ان کی نثر میں بھی جگہ جگہ ملتی ہیں۔ جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس دور میں آزادی کے لیے قلم سے بھی کس قدر جنگیں لڑی گئیں۔

سرسید احمد خان نے اس دور کے مسائل کا جو ادراک کیا اس کے لیے اس نے عزم کیا کہ جب تک ہم عوام کو تعلیم سے روشناس نہیں کرائیں گے اس وقت تک ہم آزادی کی حقیقی نعمتوں سے سرفراز نہیں ہو سکتے۔ ان کی علی گڑھ تحریک اس کی زندہ مثال ہے۔ ورنہ سب طاقت کے زور پر ان پڑھ اور غریب لوگوں کو کچل رہے تھے۔ حالی نے بھی مسدس کے ذریعے اصلاحی پہلوؤں پر زور دیا۔ علم اور شعور و آگہی کی ضرورت پر زور دیا اور جدید علم کی ضرورت کو ترقی اور آزادی کے لیے اہم قرار دیا۔ مثلاً:

کسی نے یہ بقراط سے جا کے پوچھا
مرض تیرے نزدیک مہلک ہیں کیا کیا
کہا دکھ جہاں میں نہیں کوئی ایسا
کہ حق نے دوا جس کی کی ہو نہ پیدا

مگر وہ مرض جس کو آسان سمجھیں
کہے جو طبیب اس کو ہزیان سمجھیں

اسی طرح علامہ اقبال نے بھی ۱۹۳۰ء میں خطبہ الہ آباد کے ذریعے ایک ایسے خطہ زمین کی ضرورت پر زور دیا جہاں وہ ایک ایسے نظام کا تجربہ کرسکیں تا کہ وہ اسلام کے دامن پر عربی جمہوریت کے ٹھپے کو بھی مٹا سکیں جس کا داغ اس پر لگ چکا ہے۔

محکوم کو پیروں کی کرامات کا سودا
ہے بندہ آزاد خود اک زندہ کرامت
ملا کو ہے گر ہند میں سجدے کی اجازت
نادان سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

اقبال کہتا ہے کہ صرف سجدوں کی اجازت ہی کافی نہیں ہے بلکہ تمام معاملات مثلاً معاشی اور سیاسی طور پر بھی آزادی اصل چیز ہے۔صرف لیبل بدلنے سے نظام نہیں بدلتا۔اس بات کو ایک اور شاعر اقبال عظیم نے کچھ اس طرح لکھا ہے:

بدلنا ہے تو رندوں سے کہو اپنا چلن بدلیں
فقط ساقی بدلنے سے یہ مے خانہ نہ بدلے گا

سرسید، حالی، اقبال، شبلی، اکبر، ابوالکلام آزاد، حسرت، ظفر علی خان جیسے روشن خیال لوگوں کی روشن خیالی، فہم و فراست، وطن سے محبت اردو ادب میں سب سے زیادہ نمایاں نظر آتی ہے۔کیوں کہ ان لوگوں نے حالات کا سامنا کیا اور ان کا قلم مخالفت کے باوجود آزادی کے ترانے لکھتا رہا۔ان پر قدامت پرستی کا الزام بھی لگا مگر کوئی انھیں اپنے فکری محاذ سے پیچھے نہ ہٹا سکا۔ان تمام شاعروں اور ادیبوں کے علاوہ بھی بہت سے نام لیے جاسکتے ہیں جنھوں نے ہر صنف ادب میں معاشی، معاشرتی اور سیاسی حالات پر ادب تخلیق کیا اور عوام میں شعور آزادی اور بیداری ذات کا ذریعہ بنے اور انگریز حکومت کی مخالفت میں پیش پیش رہے ان میں سے بہت سوں کو سزائیں بھی دی گئیں مگر وہ اب تمام مشکلات کو پس پشت ڈال کر اپنے حصے کی شمع جلاتے رہے جو ایک دن آزادی کی صورت میں ہمیشہ کے لیے روشن ہوگئی اور ظلم و جبر کے اندھیرے چھٹ گئے۔اس انقلاب سے لوگوں میں مزید شعور پیدا ہوا اور بعد میں ہر طرح کی صنف ادب پر لکھنے والوں نے آزادی پر لکھنا اپنا فرض سمجھا۔جہاں ملکی سطح پر طاقت کی جنگ لڑی گئی وہاں قلم کی طاقت سے بھی جنگ جیتی گئی۔یہی وجہ ہے کہ آج بھی جہاں کہیں ظلم ہو یا آزادی سلب کرنے کی کوشش کی جائے تو ادیب قلم سے جنگ مل کر لڑتے ہیں اور ہر ظلم کے خلاف اپنا کردار ادا کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔